انسانی جسمانی ساخت کا قرآنی تصور: ایک فکری و تحقیقی جائزہ

The Quranic Concept of Human Physiology: An Intellectual and Research Review

Dr. Shazia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad
Email: shaziaadnan@gcwuf.edu.pk
Suman Nawaz
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad
Email: noorayyat249@gmail.com

Abstract:
The body of a human being is not a trivial thing, but a great world of wonders and mystery. The reason is that in the whole universe, man is the only creature created by God with His power. Allah has not created any other living creature so much attention, desire, adoption and caution. Allah is more beautiful than all creatures of Almighty. On the one hand, Allah has blessed man with the wealth of intellect and understanding, which is a great blessing. Along with this, the human organ is given the human organ, the ear, the face, the feet, the hands, the pulse, the chest, the the heart, the tongue. Humans are given human organs to live their lives better by using human organs. Allah has created the human body according to the same nature. Along with mentioning the human organs, man has made man visionary, vibrant, sovereign, sami and wise. Man has the right to profit in his limbs but does not have the right. The human body has been respected. Looking at the equality of equality, it is clear that in the world there is a division of the rich and the poor, but the special prize said to all the servants that the human organs have been given equal to all without discrimination.
Keywords: Human Body, Trivial Thing, Mystery, Organ, Ear, Face, Feet, Hands, Pulse, Chest, Heart, Tongue, Discrimination

ابتدائیہ:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کے بلند مرتبے پر فائز کیا ہے۔ تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے اور زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فہم کی دولت سے نوازا ہے۔ اس کے کردار کو محبت

و حلاوت، ذہانت و فطانت اور ایثار و قربانی کے اوصاف سے نوازا ہے۔ انسان کو محترم قرار دے کر تمام مخلوقات کو اس کی تکریم کا پابند فرمایا ہے۔ امام ابن عربی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں انسان سے زیادہ خوب صورت کوئی چیز نہیں کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ساتھ عالم قادر متکلم سمیع بصیر، مدبر اور حکیم بنایا ہے۔ یہ سب صفات دراصل خود اللہ تعالیٰ کی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی نے سب سے پہلے آدم کو ایسی صورت پر پیدا فرمایا اور اللہ پاک خود ہر شکل و صورت سے آزاد ہے۔[۱]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے جسم اور اعضا کی طرف متوجہ فرمایا کہ یہ دعوت دی کہ ان اعضا کو دیکھ کر اپنے رب کی ربوبیت پر ایمان لے آئے۔ جسم انسانی کی تخلیق کو کرتے ہوئے فرمایا:

1. ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ“[۲]

(بے شک ہم نے انسان کو بہترین سانچے پر پیدا کیا۔)

انسانی تشریح:

انسانی تشریح یا تشریح الانسان (عربی سے ماخوذ انگریزی)Anatomy علم التشریح کی وہ شاخ جس میں انسان کی فعلیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ سلیس زبان میں، حیاتیات کی وہ شاخ جس میں انسانی جسم کے اجزا اور اُس کے افعال کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ انسانی جسم، حیاتی نظاموں پر مشتمل ہے جس میں سے ہر نظام اعضا، ہر عضو بافتوں، ہر بافت خلیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ انسانی جسم ایک پیچیدہ اور منظم تخلیق ہے جو مختلف اعضاء اور نظاموں پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر نظام اپنی مخصوص ذمہ داریاں ادا کرتا ہے تاکہ جسم صحت مند اور فعال رہے۔ انسانی جسم کی بنیادی اکائی خلیہ ہے جو مختلف اقسام کے ہوتے ہیں جیسے عصبی خلیے جو دماغ اور اعصابی نظام کا حصہ ہوتے ہیں۔ عضلاتی خلیے جو جسم کی حرکت میں مدد دیتے ہیں اور خون کے خلیے جو آکسیجن اور غذائی اجزاء کی ترسیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ خلیے مل کر بافتیں بناتے ہیں جو آگے چل کر مختلف اعضا کی تشکیل کرتی ہیں۔

اسلام میں انسانی جسم اور اس کے اعضاء:

قرآن و حدیث میں انسانی جسم کی تخلیق اس کی اہمیت پاکیزگی اور اس کے حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

2. ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ“[۳]

(بے شک ہم نے انسان کو بہترین سانچے پر پیدا کیا۔)

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی جسمانی ساخت اور اس کے اعضا ایک منفرد توازن اور حسن کے ساتھ

تخلیق کیے گئے ہیں کہ اللہ نے انسان کو جسمانی، ذہنی، روحانی اور اخلاقی لحاظ سے ایک بہترین اور متوازن صورت میں پیدا کیا ہے۔ انسان کو ایک ایسا جسم عطا کیا جو نہ صرف خوبصورت ہم آہنگی اور اعتدال کا نمونہ ہے بلکہ اس میں سمجھنے، سوچنے، سیکھنے اور عمل کرنے کی صلاحیت بھی دی گئی ہے۔

اسلام میں انسانی جسم کو ایک امانت کے طور پر اس کی دیکھ بھال اور حفاظت کی تاکید بھی کی ہے۔ انسانی جسم کی پاکیزگی اور صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

"عن أبي مالك الأشعري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الطهور نصف الإيمان"(۴)

(حضرت ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: پاکیزگی نصف ایمان ہے۔)

اسلام میں جسمانی صحت کی حفاظت کے لیے متوازن غذا اور ذہن اور بیماریوں سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحت مند زندگی گزارنے کے اصول بتائے جیسے اعتدال سے کھانے کی تلقین۔

3. **"مَاملا آدمی وِعَاءً شرًا من بطنٍ"**(۵)

(آدمی نے اپنے پیٹ سے زیادہ بڑا کوئی برتن نہیں بھرا۔)

انسانی تخلیق:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت میں تخلیق فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

4. **"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ"**(۶)

(ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا۔)

رب العالمین نے حضرت انسان کو مشتِ خاک سے بنایا اور پھر اس میں اپنی پاکیزہ روح پھونکی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

5. **" فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ "**(۷)

(جب میں اس کو سنواروں اور پھونک دوں اس میں اپنی طرف سے خاص روح تو اس کے آگے پڑنا سجدہ کرتے ہوئے۔)

قرآن میں روح مراد ایسا عالی عنصر ہے جس کے ذریعے انسان کے انداز بلند صفات اور حق سے تعلق کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے انسان کے اندر پاکیزہ صفات سے آراستگی کی صلاحیت شامل کرتی ہے۔ انسان کے لیے اعلیٰ منازل کا تعین کرتی ہے اور طریقہ کار کے خدوخال طے کرتی ہے۔ تکوین و تشکیل کی اس نوعیت کی وجہ سے دوسری

تمام مخلوقات سے انسان ممتاز ہو جاتا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

6. ”ابواھر القائم“[8]

(انسان میں موجود وہ جوہر اس کی اصل حقیقت ہے۔)

انسانی تخلیق کی عظمت

انسانی تخلیق ایک ایسا معجزہ ہے جس پر جتنا غور کیا جائے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور عظمت واضح ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر انسان کی تخلیق، مقام و مرتبہ، جسمانی و روحانی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے شعور، عقل اور اختیار جیسی منفرد صلاحیتیں عطا کیں جو کسی اور مخلوق کو نہیں دی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

7. ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ“[9]

(بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔)

یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ انسانی جسم کی تخلیق ایک مکمل نظام کے تحت کی گئی ہے۔ جہاں پر جسمانی عضو اپنی مخصوص جگہ اور کام رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

8. ”وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍo ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍo ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ“[10]

(اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا بابرکت ہے۔)

قرآن مجید میں انسانی تخلیق کے کئی مراحل کا ذکر کیا گیا جن میں مٹی اور نطفہ دونوں کا ذکر ملتا ہے۔ جب مٹی سے حاصل ہونے والی غذائیت جسم میں جذب ہوتی ہے تو یہی اجزا ایک خاص شکل اختیار کر کے انسانی جوہر بناتے ہیں۔ انسان کی تخلیق مٹی سے جڑی ہوتی ہے اور اسی مٹی میں دفن کیا جاتا ہے۔

9. ”مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى“[11]

(اسی [زمین] سے ہم تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے۔)

انسانی جسم کا ہر حصہ اپنی جگہ ایک معجزہ ہے آنکھ کی بناوٹ، دماغ کا پیچیدہ نیٹ ورک، دل کی دھڑکن، خون کی روانی اور جلد کی ساخت یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

10. "وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ"(۱۲)

(اور خود تمہارے نفوس میں تو کیا تم دیکھتے نہیں۔)

انسانی جسم کے اعضا اور ان کے فرائض (قرآنی نقطہ نظر)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک کامل اور متوازن جسم عطا کیا ہے۔ قرآن مجید میں انسانی جسم کے مختلف اعضاء کا ذکر نہ صرف ان کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے بلکہ ان کے صحیح اور غلط استعمال پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ دل صرف ایک جسمانی عضو نہیں بلکہ روحانی و فکری مرکز ہے جو پورے جسم کو خون مہیا کرتا ہے۔ آنکھیں اور کان اللہ کی دی ہوئی وہ نعمتیں ہیں جن کے ذریعے انسان دنیا کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ دماغ انسانی سوچ، فہم و فراست اور عقل و دانش کا محور ہے۔ جو فیصلے کرنے اور زندگی کے معاملات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ ساتھ ساتھ قرآن میں یہ بات بھی واضح قرار دی گئی کہ قیامت کے دن یہی اعضاء انسان کے اعمال کے گواہ بنیں گے۔

شہید مرتضیٰ مطہری لکھتے ہیں:

"اسلامی تصور کائنات میں انسان کی ایک عجیب داستان سامنے آتی ہے اسلامی نکتہ نگاہ سے وہ صرف ایک راست قامت چلنے پھرنے اور بولنے والا انسان ہی نہیں قرآن حکیم کی نظر اس کی حقیقت اس سے کہیں زیادہ گہری اور پر اسرار ہے کہ چند جملوں میں اس کی توصیف کی جاسکے۔ قرآن حکیم میں انسان کی توصیف بھی بیان کی گئی ہے اور مذمت بھی۔ قرآن کی عالی ترین تعریفیں بھی انسان کے بارے میں ہیں اور سخت ترین مذمت بھی۔ جہاں اسے زمین و آسمان اور فرشتوں سے برتر پیش کیا گیا ہے وہاں اسے جانوروں سے پست تر بھی دکھایا گیا ہے۔ قرآن کی نگاہ میں انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ قوائے عالم کو مسخر کر سکتا ہے اور فرشتوں سے بھی کام لے سکتا ہے لیکن اس کے برعکس وہ اپنے برے اعمال کی پاداش میں اسفل السافلین میں بھی گر سکتا ہے۔"(۱۳)

قرآنی نقطہ نظر ہے کہ ہر عضو کو اللہ کی رضا کے مطابق استعمال کیا جائے تاکہ دنیا میں بھی فلاح حاصل ہو اور آخرت میں بھی کامیابی نصیب ہو۔ زبان جو اظہار خیال اور بات چیت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ قرآن میں اس کے صحیح اور غلط استعمال کے حوالے سے ہدایت دی گئی ہے۔ جیسے سچ بولنا اور جھوٹ، چغلی و فحش گوئی سے بچنا۔ جلد جو جسم کی حفاظت کرتی ہے قرآن میں اسے عذاب یا انعام کے احساس سے جوڑا گیا ہے۔ جیسے قیامت کے دن

گناہ گاروں کی کھال بدلی جائے گی تاکہ وہ عذاب محسوس کریں۔ ہاتھ اور پاؤں انسان کی عملی زندگی کے سب سے بڑے معاون ہیں جو نیک اور بد اعمال میں استعمال ہوسکتے ہیں۔ قرآن میں انھیں نیکی کے کاموں کے لیے بروئے کار لانے کی تلقین کی گئی ہے۔ ان تمام اعضاء کا متوازن اور درست استعمال انسان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی سے جڑا ہوا ہے۔

دل (قلب)

قلب، قلوب انگریزی Heart جس کو عام الفاظ میں دل کہا جاتا ہے ایک عضلاتی عضو ہے جو تمام جسم میں خون مضخت کرتا ہے۔ قلب کی نظمی حرکت ایک غیر موقوف حرکت ہے جو قبل از پیدائش تادم مرگ قائم رہتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دل محض جسمانی عضو نہیں بلکہ ایمان اور نیتوں کا مرکز بھی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

11. ”یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ “(۱۴)

(جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد سوائے اس کے اللہ کے پاس پاکیزہ دل لے کر آیا ہے۔)

انسانی جسم میں دل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ نہ صرف جسمانی بقا کے لیے ضروری ہے بلکہ روحانی، اخلاقی اور فکری پہلوؤں میں بھی اس کی بنیادی حیثیت ہے۔ قرآن و حدیث میں بار بار اس کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ دل انسانی احساسات، جذبات، نیت اور اعمال کا محور ہے۔ اگر دل پاکیزہ ہو تو انسان کی زندگی میں خیر و برکت آتی ہے۔

دل انسانی جسم کا ایک نہایت اہم عضو ہے۔ قرآن مجید میں نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی و فکری مرکز کے طور پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ طبی لحاظ سے دل پورے جسم کو خون مہیا کرتا ہے اور زندگی کی بقا کا ضامن ہے لیکن قرآنی نقطہ نظر سے دل محض ایک جسمانی پمپنگ آرگن نہیں بلکہ احساس، فہم و شعور اور ہدایت کے قبول کرنے یا رد کرنے کا بھی مرکز ہے۔ قرآن پاک میں کئی مرتبہ دل کا ذکر آیا ہے ایک صحت مند اور ہدایت یافتہ دل کو قلب سلیم کہا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوتا ہے:

12. ” اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ “(۱۵)

(سوائے اس کے جو اللہ کے پاس پاکیزہ دل لے کر آئے۔)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی طور پر صاف اور گناہوں سے پاک دل ہی آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ قرآن میں دل کو غور و فکر کا مرکز بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الحج میں فرمایا گیا:

13. ”اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَاۚ-فَاِنَّهَا لَا

تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ"[16]

(کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے جن سے سمجھتے یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے، پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اندھا پن بصری نہیں بلکہ فکری اور روحانی اندھا پن ہوتا ہے جو انسان کو حق پہنچانے سے روکتا ہے۔ دل کی ایک اور صفت اس کا سکون اور اطمینان ہے جو صرف اللہ کی یاد سے حاصل ہوتا ہے۔ سورۃ الرعد میں ارشاد ہے:

14. "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ"[17]

(خبر دار: اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔)

دل کی اصلاح کے لیے اسلام نے تزکیہ نفوس، تقویٰ اور صبر و شکر کی تعلیم دی ہے۔ جب انسان اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، شکر گزاری کی عادت اپناتا ہے اور اپنے دل کو حسد، بغض اور کینہ سے پاک رکھتا ہے تو اس کا باطن روشن اور اس کی زندگی کامیاب ہو جاتی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

15. "يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ"[۱۸]

(جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد سوائے اس کے اللہ کے پاس پاکیزہ دل لے کر آیا ہے سوائے اس کے جو اللہ کے پاس پاکیزہ دل لے کر آئے۔)

دل کی طہارت اور اصلاح ایک مسلمان کے لیے ناگزیر ہے کیونکہ یہ اس کی روحانی ترقی اور قرب الٰہی کی بنیاد ہے۔ نبی پاک نے دل کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

16. "أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ"[19]

(خبردار جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے خبردار وہ دل ہے۔)

آنکھیں (بصار)

آنکھیں انسانی جسم کا ایک نہایت اہم اور حساس عضو ہیں۔ جو نہ صرف ہمیں دنیا کی خوبصورتی دیکھاتی ہیں بلکہ دنیا کو دیکھنے، سمجھنے اور سیکھنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ علم کا زیادہ تر دارومدار دیکھنے پر ہوتا ہے۔ انسان جب کسی تحریر کو پڑھتا ہے، دیکھتا ہے اور سیکھتا ہے یا کسی تجربے کا مشاہدہ کرتا ہے تو درحقیقت یہ آنکھ ہی ہوتی ہے

جو معلومات کو دماغ تک پہنچاتی ہے۔ قرآن مجید میں آنکھوں کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے جہاں انھیں صرف دیکھنے کے آلے کے طور پر نہیں بلکہ غور و فکر اور بصیرت حاصل کرنے کے وسیلے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

انسانی آنکھ اہم حصوں پر مشتمل ہوتی ہے جن میں قرنیہ، عدسہ، پردہ، بصارت، پتلی، زجاجیہ، جسم اور عصب بصری شامل ہیں۔ آنکھ انسانی جسم کا ایک انتہائی پیچیدہ اور حیرت انگیز عضو ہے جو روشنی کو دیکھنے کے قابل بناتا ہے اور ہمیں اپنے ماحول کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو آنکھوں کی نعمت دے کر اسے دنیا کی حقیقتوں کا ادراک کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ فرمایا گیا:

17. "وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـٴًـاۙ-وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـٕدَةَۙ-لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ"[20]

(اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیئے کہ تم احسان مانو۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو سننے اور عقل کے ساتھ جوڑ کر اس کی اہمیت کو واضح کر دیا ہے کہ یہ تمام حواس مل کر انسان کو علم حاصل کرنے اور شکر گزار بننے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں آنکھوں کے بارے میں یہ بھی ذکر آیا ہے کہ بعض لوگ حقیقت کو دیکھنے کے باوجود ہدایت قبول نہیں کرتے ان کے دل اور روح پر پردہ پڑ چکا ہوتا ہے۔

18. "اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَاۚ-فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَ لٰـكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ"[21]

(کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی پھر ان کے اَیسے دل ہوجاتے جن سے سمجھتے یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے، پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔)

آنکھ کا غلط استعمال فتنہ اور گناہ کا سبب بن سکتا ہے اس لیے اسلام نظر کی حفاظت پر زور دیتا ہے جو شخص اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے وہ اپنے دل اور دماغ کو بھی پاک رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قال رسول الله ﷺ:عن سيد بن عمراني قال: قال رسول الله ﷺ: إن نظرة الشيطان سهم مسموم يرميه من خوفي، فأعطيه الإيمان فيجد طعمه في قلبه"[٢٢]

(سید ابن عمرانی کہتے ہیں کہ رسول نے فرمایا نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جس نے اسے

میرے خوف کی وجہ سے چھوڑا میں اسے ایمان نصیب کروں گا جس کا ذائقہ وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔)

دماغ(مخ)

انسان کی تخلیق ایک مٹی کے پیکر کی صورت میں نہیں ہوئی بلکہ اس مٹی میں جس چیز نے زندگی شعور اور علم کی روشنی بصری وہ اس کا دماغ اور قلبی ادراک ہے۔ دماغ (مخ) انسانی جسم کا سب سے پیچیدہ اور اہم عضو ہے جو سوچنے سمجھنے، یاد رکھنے، فیصلہ کرنے اور پورے جسم کے افعال کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ قرآن پاک میں براہِ راست دماغ کا ذکر نہیں آیا لیکن عقل، شعور، فکر، تدبر اور علم کی بات کرتا ہے تو درحقیقت انسانی دماغ کی فعالیت فکری پختگی اور شعوری ذمے داری کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

19. "إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَةٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ"(۲۳)

(بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات و دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔)

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک فعال اور سمجھدار دماغ رکھنے والے ہی کائنات میں غور و فکر کر کے اللہ کی قدرت کو پہچان سکتے ہیں۔ انسانی دماغ کا سب سے نمایاں جوہر استدلال سے یعنی دلائل کے ذریعے حق کو پہچاننا بات کو سمجھنا نتیجہ اخذ کرنا اور زندگی کے فیصلے عقل کی روشنی میں کرنا قرآن پاک نے عقل کو بار بار متوجہ کیا کہ وہ محض سے یاد کیھے نہیں بلکہ غور کرے اور دلیل قائم کرے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

20. "وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ"(۲۴)

(اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا، یہ سیدھا راستہ ہے۔)

مفتی محمد شفیع اس اسلوب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قرآن جہاں کہیں دلیل یا مثال دیتا ہے وہ عقل کو مخاطب بناتا ہے کیونکہ دین میں عقل کی پہلی سیڑھی فہم و شعور ہے نہ کہ محض تقلید۔"(25)

21. "وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ"(26)

(اور اللہ وہی ہے جس نے ایک شخص سے تم سب کو پیدا کیا پھر ایک تو تمہارے ٹھکانے کی جگہ ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ، تحقیق ہم نے کھول کر نشانیاں بیان کر دی ہیں ان کے لیے جو سوچتے ہیں۔)

یہ آیت قرآن کے فکری اور عقلی خطاب کا ایک واضح اظہار ہے جہاں بتایا جا رہا ہے کہ قرآن محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ عقل کی روشنی میں سمجھی جانے والے نشانیاں ہیں۔

تفسیر بیان القرآن میں مولانا تھانوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"قرآن ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو دلیل سے نتیجہ اخذ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ محض روایتی عقیدے کے پیروکار نہیں۔"(۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

22. "فکر ساعة خیر من عبادة سنة "(28)

(ایک گھڑی کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔)

یہ حدیث استدلال اور غور و فکر کی فضیلت پر دلیل ہے انسان اگر عقل کو سچائی کے سفر میں استعمال کرے تو وہ صرف عبادات کے رسمی ڈھانچے سے نکل کر حقیقی معرفت تک پہنچ سکتا ہے۔

تفسیر ضیا القرآن میں پیر کرم شاہ الازہریؒ اس حدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں:

"اسلام میں عبادت مقصد تھی۔ فہم و معرفت سے اور وہ بغیر تفکر و تعقل کے ممکن نہیں۔"(۲۹)

کان (سمع):

کان کا مفہوم جسمانی عضو یعنی Ear کے طور پر لیا جاتا ہے۔ یہ انسانی اور حیوانی جسم کا ایک حصہ ہے جو سننے اور توازن برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ کان جسم کا ایک پیچیدہ عضو ہے جو بیرونی درمیانی اور اندرونی حصوں پر مشتمل ہوتا ہے یہ آواز کی لہروں کو وصول کر کے دماغ تک پہنچاتا ہے جس سے سننے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں سمع یعنی سننے کی قوت کا کئی مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

23. "وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا "(30)

(بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔)

یہ آیت بتاتی ہے کہ کان اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے اور اس کا استعمال محض دنیاوی معلومات حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ دینی و اخلاقی ذمہ داریوں کے تحت ہونا چاہیے۔ قیامت کے دن اس کے استعمال کے بارے میں سوال ہو گا۔ مذہبی لحاظ سے کان کا ذکر کئی مذاہب میں ملتا ہے اسلام میں سماعت کو ایک بڑی نعمت سمجھا گیا ہے اور قرآن میں کئی مقامات پر سننے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ نماز اور اذان کے دوران کانوں کی سماعت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بعض صوفی روایات میں باطنی سماعت کا بھی ذکر ملتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف ظاہری کان سے نہیں بلکہ روحانی طور پر بھی سن سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

24. "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ "(۳۱)

(البتہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں۔)

قرآن میں سمع وطاعت کو کامیاب مومنین کی صفات میں شمار کیا گیا ہے جبکہ نافرمانی کرنے والوں کا انجام سخت عذاب کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ایمان والوں کی بنیادی صفت یہی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو سن کر فوراً تسلیم کر لیتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

25. "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَؕ-كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ۫-لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۫-وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ"(۳۲)

(رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے، سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔)

زبان (لسان):

زبان Tongue انسانی جسم کا ایک پیچیدہ عضو ہے جو بات چیت، اظہارِ خیال، ذکر الٰہی اور علم کی ترسیل کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ یہ ایک عضلاتی عضو ہے جو منہ کے اندر موجود ہوتا ہے اور مختلف اقسام کے کام سرانجام دیتا ہے۔ قرآن مجید میں زبان کا ذکر بار بار کیا گیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

26. "اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِoوَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ "(۳۳)

(کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں اور ایک اور دو ہونٹ نہیں بنایا۔)

سورۃ الرحمٰن میں فرمایا گیا ہے:

27. "اَلرَّحْمٰنُoعَلَّمَ الْقُرْاٰنَoخَلَقَ الْاِنْسَانَoعَلَّمَهُ الْبَيَانَ "(۳۴)

(رحمٰن اس نے قرآن سکھایا انسان کو پیدا کیا اسے بولنے کی صلاحیت عطا کی۔)

اس آیت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ منفرد صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

28. "وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا"(۳۵)

(اور لوگوں سے نرمی اور بھلائی کی بات کرو۔)

نبی کریم ﷺ نے بھی زبان کے استعمال کے حوالے سے بہت سی ہدایات دی ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

29. "روى المغيرة رضي الله عنه أنه كتب إليهم: سمعت النبيﷺ يقول بعد الفراغ من الصلاة: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ. وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. «وبين أن النبيﷺ نہى عن قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ"[٣٦]

(راوی نے بیان کیا ہے کہ پھر مغیرہؓ نے انھیں لکھا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ غار سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے: لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریف لہ لہ لاملک و لہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بے فائدہ بات چیت کرنے زیادہ سوال کرنے سے منع فرماتے تھے۔)

ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

30. "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْلِيَصْمُتْ"[37]

(جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ یا تو اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔)

ہاتھ:

ہاتھ انسانی جسم کا ایک نہایت اہم فعال عضو ہے جو مختلف کاموں کی انجام دہی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں انسانی جسم کے اعضا کو محض مادی عناصر کے طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ ان کے افعال کو روحانی اور اخلاقی تناظر میں پیش کرتا ہے۔ ان میں سب سے اہم اور فعال عضو ہاتھ ہے۔ ہاتھ وہ ذریعہ ہے جس سے انسانی ارادہ عمل میں ڈھلتا ہے اور یہی عضو قیامت کے دن گواہی بھی دے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے ہاتھوں کو نہ صرف ظاہری عمل کا ذریعہ قرار دیا بلکہ قیامت کے دن حساب و کتاب کے مواقع پر بھی اسے شہادت کا ذریعہ بنایا۔

قرآن پاک انسان کے جسمانی اعضا کو محض تخلیقی کمال کے نمونے کے طور پر پیش نہیں کرتا بلکہ ان کے افعال و اعمال کے حوالے سے اخلاقی و روحانی پہلو کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ ان میں ہاتھ ایک ایسا عضو ہے جسے قرآن میں عمل، احتساب اور جزا و سزا کے تناظر میں بیان کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ایدی یعنی ہاتھوں کا ذکر بار بار آیا ہے جہاں اسے عمل، اختیار، محنت، نیکی اور بدی کے اعمال کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

31. "اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ"[38]

(اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لیے پیدا کئے تو یہ ان

کے مالک ہیں۔)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ نے اپنے ہاتھوں کی نسبت سے تخلیق کا ذکر کیا جو ہاتھوں کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے۔
اسی طرح قرآن میں ہاتھ کو عمل اور کسب حلال کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

32. ”وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی “(39)

(اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے۔)

قرآن مجید میں ہاتھوں کے ذریعے نیک اعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ہاتھ سے صدقہ دینا دوسروں کی مدد کرنا یتیموں اور مسکینوں کے لیے بھلائی کرنا اور کسی کا سہارا دینا ایسے اعمال ہی جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔
سورۃ المائدہ میں اللہ نے ہاتھ کو خیر اور عطا کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

33. ”وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ-غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا-بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ-یُنْفِقُ كَیْفَ یَشَآءُ-وَ لَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا- وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ-كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ-وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا-وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ“(40)

(اور یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے، انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور انہیں اس کہنے پر لعنت ہے، بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے، اور جو کلام تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں زیادتی کا باعث بن گیا ہے، اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے، جب کبھی لڑائی کے لیے آگ سلگاتے ہیں تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے، اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

یہ آیت اللہ کی سخاوت کی طرف اشارہ کرتی ہے اور ہمیں بھی سکھاتی ہے کہ ہمیں اپنے ہاتھوں کو خیرات، صدقہ اور بھلائی کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ قرآن مجید قیامت کے دن انسانی اعضا کے گواہ رہنے کا تصور بھی دیتا ہے۔ جہاں ہاتھ بھی بولیں گے۔

34. ”یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ“(۴۱)

(جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔)
بیان القرآن میں مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

”یہ گواہی محض علامتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان اعضا کو قوت نطق عطا فرمائے گا تاکہ وہ حق و باطل کا اعلان خود کریں۔“(۴۲)

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا:

"من استرعاه الله سلطاناً فلم يستطع أن ينصف أهله، كانت يداه مغلولة يوم القيامة، فلا يخلصه إلا اليد التي تعدل"(۴۳)

(اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو کوئی اختیار دیا وہ اس کے ماتحتوں پر انصاف نہ کر سکا تو قیامت کے دن اس کے ہاتھ بندھے ہوں گے اور انصاف کرنے والے ہاتھ ہی اسے چھڑائے گا۔)

قرآن مجید میں ہاتھ نیکی اور خیر کے تناظر میں بھی ذکر ہوا ہے جیسا کہ صدقہ دینے کے موقع پر:

35. **"فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى"**(۴۴)

(تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی۔)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نیکی کے لیے حوصلہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

36. **"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَاۙ-وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِؕ-اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا"**(۴۵)

(بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انھیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔)

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ حقیقی نیکی وہ ہے جو محبوب شے کو ہاتھ سے دے کر حاصل ہوتی ہے جب انسان مال، وقت یا آرام کو اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ کر کسی دوسرے کے لیے صرف کرتا ہے تو اس کے ہاتھ اخلاص اور قربانی کا عمل مظہر بن جاتے ہیں۔ ہاتھ صرف دنیاوی کردار کا ذریعہ نہیں بلکہ آخرت میں بھی گواہی دیں گے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

37. **"يد الرجل تشهد عليه بما كسبت يوم القيامة"**(۴۶)

(قیامت کے دن انسان کے ہاتھ اس کے خلاف اس کے کیے گئے اعمال کی گواہی دیں گے۔)

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

38. **"مانقص مال من مدتة"**(۴۷)

(صدقہ دینے سے مال میں کبھی بھی کمی نہیں آتی۔)

یہ حدیث ہاتھ سے صدقہ دینے کی روحانی برکت اور اللہ کے وعدے کو ظاہر کرتی ہے کہ جب اللہ کی رضا میں رہنے کی عادت ہو جائے تو دنیاوی مال میں کبھی کمی نہیں آتی۔

حوالہ جات

39. محمد شفیع، مولانا، تفسیر معارف القرآن، کراچی: ادارۃ المعارف، ۲۰۰۲ء، ج۸، ص۷۷۵
40. سورۃ التین(۹۵)4
41. سورۃ التین(۹۵)4
42. مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، لاہور: خالد احسان پبلشرز، ۲۰۱۲ء، حدیث نمبر ۵۳۴
43. ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، مترجم: ڈاکٹر عبدالرحمٰن کھانوں کے احکام اور مسائل، ریاض، دارالسلام، ۱۹۹۸ء، ج۴، حدیث نمبر ۳۳۴۹
44. سورۃ التین(۹۵)4
45. سورۃ الحجر(۱۵)۲۹
46. الغزالی محمد بن محمد بن احمد طوسی، امام، احیاء العلوم الدین، کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۷۸ء، جلد اوّل، ص۲۲۸
47. سورۃ التین(۹۵)4
48. سورۃ المومنون(۲۳)۱۲۔۱۴
49. سورۃ طٰہٰ(۲۰)۵۵
50. سورۃ الذاریات(۵۱)۲۱
51. شہید مرتضیٰ مطہری، انسان قرآن کی نظر میں، لاہور: شہید مطہری فاؤنڈیشن، ۲۰۱۴ء، ص۴
52. سورۃ الشعرا(۲۶)۸۸
53. سورۃ الشعرا(۲۶)۸۹
54. سورۃ الحج(۲۲)۴۶
55. سورۃ الرعد(۱۳)۲۸
56. سورۃ الشعرا(۲۶)۸۸۔۸۹
57. محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ سلسلہ احادیث صحیفہ المواعظ والرقائق، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، ۲۰۰۴ء، حدیث نمبر ۲۳۱۳
58. سورۃ النحل(۱۶)۷۸
59. سورۃ الحج(۲۲)۴۶
60. شہاب الدین القضاعی، مسند الشہاب، باب النظرۃ سہم مسموم سہام ابلیس، بیروت: دارالرسالۃ العالمیۃ، ۱۸۹۳ء، حدیث نمبر: ۲۹۳

61. سورۃ آل عمران(۳)۱۹۰

62. سورۃ یس(۳۶)۶۱

63. مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، اپریل 2008ء، جلد ۲، ص ۴۱۴

64. سورۃ الانعام(۶)۹۸

65. مولانا اشرف تھانوی، بیان القرآن، مکتبہ حجاز، دیوبند، 2019ء، جلد ۳، ص ۳۰۳

66. شیخ علی متقی ابن حسام الدین، کنز العمال، بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر ۴۳۱۶۵

67. پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1399ھ، جلد، ۳ص ۱۰

68. سورۃ بنی اسرائیل(۱۷)۳۶

69. سورۃ النمل(۲۷)۸۰

70. سورۃ البقرہ(۲)۲۸۵

71. سورۃ البلد(۹۰)۸

72. سورۃ الرحمٰن(۵۵)۱۔۴

73. سورۃ البقرہ(۲)۸۳

74. محمد بن اسماعیل بُخاریؒ، صحیح بخاری، کتاب الرقاق مایکرہ من قیل و قال، ریاض: دار السلام، ۱۹۲۴ء، حدیث نمبر ۶۴۷۳

75. محمد بن اسماعیل بُخاریؒ، صحیح بخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر ۶۰۱۸

76. سورۃ یٰس(۳۶)۷۱

77. سورۃ النجم(۵۳)۳۹

78. المائدہ(۵)۶۴

79. سورۃ النور(۲۴)۲۴

80. تھانوی، اشرف علی، مولانا، بیان القرآن، جلد ۲، کراچی: مکتبہ دار الاشاعت، سورۃ النور، آیت ۲۴، ص ۲۸۸

81. احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، بیروت: مکتبہ اسلامی، ۱۳۹۸ھ، حدیث ۱۹۵۳۸

82. سورۃ اللیل(۹۲)۵

83. سورۃ النساء(۴)۵۸

84. ابن ماجہ، ابو عبد اللہ حمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بیروت: دار الاحیاء الکتب، ۱۳۲۰ھ، حدیث: ۴۶۴۴

85. مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح مسلم، کتاب الایمان، بیروت: دار احیا التراث العربی، ۱۳۵۸ھ، حدیث: ۴۹